

EmanKhalissMasClub.Comez.Com

مفوضہ
سجاعت اللہ



مَنْ رَغِبَ عَنِّ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

جس نے میری سنت سے انحراف کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

اتباع سنت رسول اللہ ﷺ

ہی

اصل دین ہے

بیرائے رابطہ

محمد سہیل

۴- ڈی، ۱۲/۲، ناظم آباد نمبر ۴

کراچی

پاتھو اٹھا کر ڈی کرنا (اجازت علی و انفرای)

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

(آل عمران - ۳۱-۳۲)

ترجمہ: اسے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر وہ ایسا نہ کریں تو یقیناً اللہ ایسے لوگوں سے ہرگز محبت نہیں کر سکتا جو کفر کی روش اختیار کریں۔ (آل عمران - آیت نمبر ۳۱-۳۲)

قارئین گرامی! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو اللہ سے محبت کرنے کا طریقہ بتایا ہے اور وہ صحیح معنوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے چنانچہ فرمایا کہ لوگو تم اپنے نبی کے مطیع بن جاؤ۔ یعنی جس کام کے کرنے کا جو طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا صرف اور صرف وہی طریقہ اختیار کرو۔ اگر تم لوگوں نے اپنے دماغ سے نئے طریقے اختراع کئے اور سوچا کہ یہ طریقے بڑے بابرکت اور بافضیلت ہیں تو تم اللہ کے قہر و غضب کا شکار ہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہرگز ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اللہ کی محبت ہے اور اللہ کی محبت ہی جنت میں داخلے کا ذریعہ۔ جس سے اللہ نے محبت نہ کی اور ساری دنیا اس کی ہو گئی پھر بھی اس شخص کو جہنم کی آگ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

ہم کو اس حدیث میں بھی یہی بات سمجھانی گئی ہے :-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قِيلَ وَمَنْ أَبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سب امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا کہ کس نے انکار کیا۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔

(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

مالک کا نانا نے ہماری ہدایت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کو لفظ بہ لفظ تمام لوگوں کے سامنے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کی صورت میں قیامت تک پیدا ہونے والے لوگوں کے لئے اپنی سنت کو مشعل راہ بنا دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بہترین نمونہ قرار دیا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس کو اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب - ۲۱)

ترجمہ: درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۲۱)

گویا اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے بہترین عمل کی تلاش میں ہیں ان کے لئے نبی علیہ السلام کا عمل ہی بہترین ہے۔ اس سے بہتر عمل ممکن ہی نہیں۔ تو گویا ہم کو یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کا مشاہدہ کریں اور اسی کو اپنا بنیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے گویا یہ حکم ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ آخرت کی زندگی میں سزا سزا ہی تمہارا مقدر نہ بنے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کو

صحیح احادیث میں تلاش کرو اور اس کی بیسیڑی کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے تم پر زندگی کے ہر پہلو کو واضح کر دیا۔ یعنی تم کو بتا دیا ہے کہ اللہ کے سامنے کیسے جھکنا ہے اس سے دعا کیے کرنی ہے، کھانا کیسے کھانا ہے پانی کیسے پینا ہے، ماں باپ کا حق کیا ہے، بیوی کے ساتھ کیسے رہنا ہے اولاد کا پرورش کیسے کرنی ہے۔ رزق حاصل کرنے کے کون کون سے ذرائع ہیں۔ کوئی مرنے والے تو اس کے لئے کیسے دعا کرنی ہے۔ اس کو کیسے دفنانا ہے اور ہم پر یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ جس شخص کے اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں گے وہ جنت میں ان کا ساتھی بنے گا اور اگر کوئی اپنی طرف سے کسی عمل کو اختیار کرتا ہے تو گویا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہوا اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہوا اس کا ٹھکانہ دہکتی ہوئی آگ کے علاوہ کچھ نہیں۔

اوپر تحریر کی گئی قرآنی آیات و احادیث سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

۱: اگر کوئی شخص اپنے عقائد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے آراستہ کر لیتا ہے اور پھر اپنے عمل کو بھی آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تو وہ شخص مومن کہلاتا ہے اور جنت کا حقدار بھی سمجھا جاتا ہے۔

۲: کوئی کلمہ گو کیا ہی ہے محبت رسول کا دعویٰ رہی لیکن اگر وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یا جس پر آپ کا عمل نہ ملتا ہو تو وہ مومن نہیں ہو سکتا بلکہ وہ عملاً سنت کا انکار ہے۔ اب اگر وہ زبان سے بھی کسی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے تو وہ کفر کا مرتبج ہوگا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص عبادت کے طرز پر کوئی ایسا عمل کرے جس کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے نہ ملتا ہو تو وہ بدعت کہلاتا ہے۔ بدعت کا مطلب ہوتا ہے دین میں کسی نئی چیز کا ایجاد کرنا۔ اس عمل کو کرنے والا بدعتی کہلاتا

ہے۔ آجے ذیل میں درج احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ بدعت اور بدعتی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَجُلٌ -

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے (یعنی اس کا عمل نامقبول ہے)

(بخاری و مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول، باب الاعتصام بالکتاب والسنت)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا يَعْلَمُ قَائِلُ خَيْرِ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرِ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ يَدْعُو عَنِّي ضَلَالَةٌ -

جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ بہترین راہ محمد کے ہے اور بدترین چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ترمذی کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے)

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول، باب الاعتصام بالکتاب والسنت)

اب جو لوگ کسی بھی قسم کی بدعت کو نیا کام نہیں سمجھتے وہ جان لیں کہ بدعت سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے نفرت بھرے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بدعتی کام میں ملوث ہو اور اس کو بار بار یہ بتایا جائے کہ یہ عمل نبی کی سنت سے ثابت نہیں مگر وہ پھر بھی اس پر عمل پیرا ہے تو وہ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کی اہمیت کا احساس نہیں رکھتا ایسا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہی سمجھا جائے گا۔ البتہ وہ لوگ جن کو احساس

ہو جائے اور وہ توبہ کر کے اپنے عمل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کر لیں تو یہی نیا وہ فلاح پاجانے والوں میں سے ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں کتنے ہی ایسے کام ہیں جن کو ہم باعثِ ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں مگر درحقیقت وہ بدعت ہیں۔ فی الوقت ہم جو سزا زیر بحث لارہے ہیں وہ یہ ہے کہ:

”فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر انفرادی یا اجتماعی دعا کرنا“

یہ عمل ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ عام ہے ہر فرض نماز کے بعد لوگ یہ عمل کرتے ہیں اور اس کو بہت زیادہ باعثِ ثواب و فضیلت سمجھتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والے کو ثواب و عافے محروم سمجھتے ہیں۔

آئیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں تلاش کرتے ہیں کہ آپ فرض نماز کے بعد کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ۖ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءَ حِينَ يَقْضِي سَلَامَهُ وَيَبْكُتُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ قَالَ زُهَيْرٌ وَاللَّهِ أَعْلَمُ أَنَّ ذَلِكَ لَكَی تَنْصَرِفَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يَذْرُؤَهُنَّ مِنَ الرِّجَالِ -

ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تھے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ کے کھڑی ہوتیں عینیں اور آپ اٹھنے سے پہلے اپنی جگہ تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تھے۔ زہری جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ٹھہرنا اس لئے تھا کہ عورت اور مرد ایک ساتھ نہ مل جائیں“

(بخاری جلد اول - باب صلوة النساء خلف الرجال)

حدیث نمبر ۲:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْفِصَاءَ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ -

ابن عباس سے روایت ہے کہ میں پہچانتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو آپ کے اللہ اکبر کہنے سے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الذكر بعد الصلوة)

حدیث نمبر ۳:

وَعَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَتَعَدَّ الْإِثْمَ وَقَدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے نہ بیٹھے مگر اس قدر کہ کہتے اَللّٰهُمَّ سے آخر تک یعنی یا اللہ تو سب عیبوں سے سالم ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے یعنی تمام عالم کی اور اسے بزرگی اور عزت والے توڑی برکت والا ہے اور ابن نمیر کی روایت میں یا ذا الجلال ہے

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الذكر بعد الصلوة)

حدیث نمبر ۴:

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَصَرَ مِنْ صَلَوةِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے تھے اور پھر کہتے تھے یا اللہ تو سلام ہے مجھ ہی سے سلامتی ہے بابرکت، توڑے صاحب بزرگی اور بخشش۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب الذكر بعد الصلوة)

وَعَنْ مُغْبِرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَخْتُوبَةً لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مَعْطَى لِمَا مَنَعْتَ
وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ -

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد
یہ کہتے تھے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اکیلا ہے اور اس
کا کوئی شریک نہیں اقتدار صرف اسی کا ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ جس کو تو عطا فرمائے اس کو کوئی مانع
نہیں ہو سکتا اور جس کو تو روک دے اس کو کوئی عطا نہیں کر سکتا اور کسی بزرگی
والے کی بزرگی تیرے مقابلے میں اس کو فائدہ نہیں دے سکتی۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول، باب نماز کے بعد ذکر
اس کے علاوہ مختلف احادیث سے فرض نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ،
اللہ اکبر کے اذکار بھی ثابت ہیں۔

اوپر تحریر کی گئی پانچوں احادیث سے کہیں بھی ہاتھ اٹھا کر انفرادی اور اجتماعی دُعا
مانگنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ سلام پھیرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف اذکار
ساننے آتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ آپ امامت کی جگہ سے ہٹ جایا کرتے تھے۔
آئیے اب مجموعی نماز کی بابت احادیث پر نگاہ ڈالتے ہیں۔

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ
لَسَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أُعْطِيَ

أَعْطَاهُ إِيَّاهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ عَفِيفَةٌ
وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا
مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أُعْطَاهُ إِيَّاهُ -

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک جمعہ
میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان بندہ اس کو نہیں پاتا کہ اللہ سے
اس میں بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے دیتا ہے۔
(متفق علیہ) مسلم نے اضافہ کیا کہ وہ گھڑی بہت خفیف ہے۔ ایک ایسی
میں ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے کہ جب ایک مسلمان گھڑی نماز
پڑھ رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرتا ہے تو وہ اس کو عطا فرما
دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول، باب الجمعة)

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي شَأْنِ سَاعَةِ
الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تَقْضَى الصَّلَاةُ -

ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے
سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جمعہ کی وہ
گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پڑھی جانے تک ہے۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول، باب الجمعة)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ اغْتَسَلَ ثَلَاثَ أَيَّامٍ الْجُمُعَةِ فَصَلَّى مَا قَدَّرَ لَهُ ثُمَّ انْصَبَتْ حَتَّى
يَفْرَغَ الْإِيمَانُ مِنْ حُطْبَتِهِ ثُمَّ يَصَلِّي مَعَهُ غَيْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

الْجُمُعَةَ الْأُخْرَى وَفَضَّلُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ -

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لئے آیا، نماز پڑھی جس قدر اس کے لیے مقدّم تھی پھر چُپ رہا یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو جائے اس کے ساتھ نماز پڑھی اس کے وہ گناہ بخش دیتے جاتے ہیں جو اس نے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کیئے اور زیادہ تین دن کے۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب التّطیّف والتّکبیر)

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن مقبولیت کی ایک ساعت ہوتی ہے جس میں دُعا کرنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس سے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے کا ہواز نہیں ملتا، یہ محض مغف الطّٰراتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرما رہے ہیں کہ اس شخص کے گناہ اس وقت بخشے جائیں گے جب وہ امام کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔ یہ نہیں کہا کہ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے کے بعد وہ گناہ بخشے جائیں گے۔

آئیے عیدین کے موقع کی احادیث کا مطالعہ کریں:

حدیث نمبر ۹:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى قَائِلًا لَشَيْئٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مَقَابِلَ النَّاسِ وَالتَّاسِ جُلُوسًا عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيُعْطِظُهُمْ وَيُؤَدِّبُهُمْ وَيَأْمُرُهُمْ وَإِنْ كَانَ يَرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْضًا قِطْعَةً أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ -
ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید

قربان کے دن عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے نماز پڑھتے پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، ان کو عطا فرماتے اور حکم فرماتے اور اگر کوئی لشکر بھیجنا چاہتے تھے یا کسی چیز کا حکم فرماتا، پھر حکم فرماتے پھر واپس چلے جاتے۔
(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الصلوة العیدین)

حدیث نمبر ۱۰:

وَسَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَشْهَدَتْكَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَلِي ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ إِذَا نَا وَلَا إِقَامَةَ ثُمَّ آتَى النَّبِيَّ وَقَعَطَ يَدَهُ وَذَكَرَ هُنَّ وَأَمْرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتَهُنَّ يَهْرَبْنَ إِلَيَّ إِذْ نِيَمْتُ وَحَلَوُ قِهْنٍ يَدْفَعُنَّ إِلَيَّ يَلَالِي ثُمَّ أَرْتَقِعُ هُوَ وَيَلَالِي إِلَى بَيْتِهِ -
ابن عباس سے سوال کیا گیا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ کہا ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، عید کی نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا اور اذان اور سبچر کا ذکر نہ کیا۔ پھر عورتوں کے پاس آئے، ان کو نصیحت کی اور احکام دین یا دلائے اور صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ دواز ہوتے اور اپنا زیور ہلال ہلکے دیتی تھیں۔ پھر آپ اور ہلال بگھر کی طرف چلے گئے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الصلوة العیدین)

اب بتائیے کہ پورے سال میں صرف دو ہی مرتبہ یہ مبارک مواقع آتے ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ میں سے کسی نے بھی ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دُعا نہیں فرمائی۔ مالا مال اگر کلام اتنا ہی باعثِ فضیلت ہوتا ہے تو کم از کم سال کے ان دو دنوں میں تو نذر کیا جاتا۔

اس کے بعد مغزودہ بدر کے موقع پر دُعا مانگنے کی جو حدیث بنتی ہے وہ
مسند جبریل ہے :

حدیث نمبر ۱۱ :

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
بَدْرٍ أَلْهَمَ اللَّهُ عَبْدَكَ وَعَدَدَكَ اللَّهُمَّ إِن شِئْتَ
لَتَوْفَعِدُنِي فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِي فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ
يَقُولُ سُبْحَانَ الْجَمْعِ وَيُؤْتُونَ الدُّبِيرَ -

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر
کے دن کہا یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا فرما۔ یا اللہ
اگر تو چاہتا ہے کہ ہم پر غالب آجائیں تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ
ہوگی ابھی آپؐ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور
عرض کیا یا رسول اللہؐ بس کریں۔ اس کے بعد آپؐ یہ کہتے ہوئے تشریف
لائے عنقریب کا فرشتکت کھائیں اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

(بخاری جلد دوم کتاب المغازی)

اب ذرا غور فرمائیے کہ مسلمانوں پر کس قدر شدید وقت آیا ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اکیلے اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہیں اور صحابہ کرامؓ آپؐ کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر آمین نہیں
کہہ رہے بلکہ ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت جذبات کے دوران آپؐ
کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تاکہ آپؐ دُعا ختم کریں۔

ملاحظہ فرمایا کہ فرض نماز کے بارے میں مُجَدِّد کی نماز کے بارے میں، عیدین
کے موقع پر مغزودہ کے وقت کی جو احادیث پیش کی گئی ہیں کیا کسی ایک حدیث سے بھی
ہاتھ اٹھا کر اور استقامتی دُعا کا کوئی تصور بنتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی تیس سالہ
نبوت کی زندگی کی ان بے شمار احادیث میں ایک بھی ایسی حدیث نہیں ملتی کہ آپؐ نے

یا صحابہ کرامؓ نے یا بعد میں تابعین یا تبع تابعین نے فرض نماز کے بعد کبھی بھی
ہاتھ اٹھا کر یا کبھی موقع پر استقامتی دُعا کی ہو، سوائے استسقاء کے۔ جیسا کہ بخاری و
مسلم کی روایت سے ثابت ہے اور جو آج کے خود ساختہ طریقے پر عمل کرنے والوں
کے لئے تازیانہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۲ :

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ
فِي سَبْحٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى
يُرَى بَيَاضَ إِنْطِئَاءِ -

انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے ہاتھ کسی
بھی دُعا میں مگر استسقاء میں۔ یہاں تک اٹھاتے کہ آپؐ کی انگلیوں کی
سفیدی دکھائی دیتی۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول، باب الاستسقاء)

اب ماننے والوں کے لئے تو یہ حرفِ آخر ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے
کچھ بھی نہیں جب یہ نہاری احادیث لوگوں کے سامنے آتی ہیں تو بہت سے لوگ تو
مان لیتے ہیں مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ”ہر عمل کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور دُعا کا طریقہ
ہاتھ اٹھانا ہی ہے“

اب کوئی ان لوگوں سے پوچھے کہ تم جو یہ نماز پڑھتے ہو یہ کیا ہے؟ نماز کا
ترجمہ سمجھ لیں پتہ چل جائے گا کہ ساری کی ساری نماز دُعا ہے۔ اور پھر اس کے بعد
ذرا اپنے روزمرہ کے معمولات پر غور کریں۔

صبح سو کر اٹھے۔ دُعا پڑھی:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ -

اب بتائیں ہاتھ کہاں اٹھائے؟

بیت الخلاء گئے دعا پڑھی:
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخُبَائِثِ
 اب بتائیں اہتہ کہاں اٹھائے؟
 بیت الخلاء سے باہر نکلے دعا پڑھی:
 عَفْرًا أَنْتَ

اہتہ کہاں اٹھائے؟

پانی پینے اور کھانا شروع کرنے وقت دعا کی:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اہتہ کہاں اٹھائے؟

کھانا کھا کر دعا پڑھی:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اہتہ کہاں اٹھائے؟

گھر سے نکلے دعا پڑھی:

بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

اہتہ کہاں اٹھائے؟

سوزی پر بیٹھے دعا پڑھی:

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا

هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِبِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ -

اہتہ کہاں اٹھائے؟

اسی طرح مارے دن کے معمولات پر نگاہ ڈالئے۔ چھینک آئی ہے تو
 الْحَمْدُ لِلَّهِ کہا، کسی نے پانی پلایا تو جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا کہا، دن بھر اللہ
 تعالیٰ سے یہی دعا کرتے رہتے ہیں "یا اللہ رحم فرما"، "مالک ہم کو مصیبت سے

بچالے۔" مگر ان دعاؤں میں کوئی بھی اہتہ نہیں اٹھاتا، بلکہ یہ دعائیں بیٹھے،
 لیٹے ہمارے مُنہ سے نکلے جھکتی ہیں۔ بستر پر پڑا مریض کراہ کر اللہ تعالیٰ سے
 دعائیں کر رہا ہوتا ہے گردوں اہتہ اٹھانے کا کوئی تقصیر نہیں مگر یہی شخص مسجد میں
 جہائے گا تو وہاں اہتہ اٹھائے بغیر دعا کرنے کا اس کے نزدیک کوئی فائدہ نہیں۔
 آئیے چند عبادیث کا مطالعہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت
 اور کس طرح دعا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۳:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَلَا إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَرَاءَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا وَسَاجِدًا فَأَمَّا التَّرْوَعُ
 فَعَزِّمُوا فِيهِ الرَّبِّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي اللَّهِ عَاهُ
 فَفَعِمْتُ أَنْ يَسْتَجَابَ لَكُمْ -

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار
 میں منع کیا گیا ہوں کہ میں رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھوں،
 پس رکوع میں اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور سجدہ میں دعائیں مانگنے
 کی کوشش کرو پس لائق ہے کہ تمہارے لئے قبول کی جائے۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الركوع)

حدیث نمبر ۱۱۴:

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً
 وَأَوَّلَهُ وَأَخِرَهُ وَعَلَانِيَةً وَسِرَّةً -

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں
 فرماتے: اے اللہ میرے گناہ بخش دے سب چھوٹے بڑے،

مانگتے ہیں، فرمایا جس وقت آدمی قرض دار ہوتا ہے تو بات کرتا ہے
مجھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے اور خلاف کرتا ہے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب تشہد میں دُعا)

حدیث نمبر ۱۸:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا ذُكِرَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشْهُدِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ
الرَّيْبِ وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ -

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
وقت تاریخ ہو تم میں سے کوئی آخری تشہد سے دوڑنے کے عذاب سے، قبر کے
عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح الدجال کے فتنے
سے۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الدعاء فی التشہد)

حدیث نمبر ۱۹:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاةٌ أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي
ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاعْزِلْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ
الرَّحِيمُ -

ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی
دُعا سکھائیں کہ میں اس کو مانگوں اپنی نماز میں، فرمایا کہ یا الہی ظلم کیا میں نے
اپنے نفس پر بہت اور نہیں بخشا گا ہوں کہ کوئی گرتا ہے پس بخش دے

مجھ کو اپنی خاص مغفرت سے اور مجھ پر رحم فرمائے شک تو بخشنے والا
مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الدعاء فی التشہد)

مسند جرجا بالا امام بیٹ میں ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دُعا کرنے کا
طریقہ اور دُعا میں بتادیں۔ اب اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص فرض نماز کے بعد ہاتھ
بلند کر کے دُعا مانگنا شروع کر دے یا دنیا کے بعض لوگ سر پر ہاتھ رکھ کر دُعا مانگتے
ہیں اور کچھ لوگ فرض نماز پڑھنے کے بعد علیحدہ سجدہ کر کے دُعا مانگتے ہیں تو یہ
تمام طریقے بدعت ہیں۔ کیوں کہ کسی بھی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عمل
ثابت نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر آج یہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر فرض نماز کے بعد
اور پھر اجتماعات میں دُعا مانگیں کیوں مانگی جاتی ہیں؟

در اصل اس کی پہلی وجہ تو لوگوں کی دین سے بے خبری اور بڑوں کی اندھی
قلید ہے اور دوسرا یہ کہ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے میں دکھا دے اور یا کا عنصر نمایاں رہتا
ہے اور شیطان اس عمل کو مزین اور پرکشش بنا کر پیش کرتا ہے چنانچہ لوگوں کو یہ
انداز بہت پسند آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ محرم دیتا ہے کہ

وَإِذْ كُنَّا رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَخِيْفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ
مِنَ الْقَوْلِ بِالْعُدُوِّ وَالْإِصْلَاحِ

”اپنے رب کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے
صحیح و شام یاد کرتے رہو“ (الاعراف - آیت نمبر ۲۰)

پھر آج کے یہ علماء غالباً اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے
لوگوں کے مقابلے میں زیادہ پڑھا لکھا یا زیادہ دین کو سمجھنے والا خیال کرتے ہیں اور
اس وجہ سے اپنے خود ساختہ طریقے ان کو زیادہ باعثِ ثواب و فضیلت محسوس
ہوتے ہیں۔ پھر ان کو جب بد ضعیف روایات بھی مل جاتی ہیں جن کو یہ انحراف سنت

کے لئے ہجاز بناتے ہیں۔

آئیے ان روایات پر بھی ایک نظر ڈال لیں جن کی وجہ سے آج یہ امت میں بدعت میں اکت پخت ہے۔

۱: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دُعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپ کی ہاتھوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

(یہیقی بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول)

اُدھر ترمذی کی گئی حدیث نمبر ۱۲ میں انسؓ ہی سے بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت بیان کی گئی ہے کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی دُعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے استسقاء کے“ بخواروی اس قدر واضح حدیث بیان کر رہا ہے وہ کیسے اپنی ہی حدیث کے خلاف حدیث بیان کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ روایت صحیحین کے خلاف ہے اور منکر ہے۔

۲: سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیا دار ہے وہ حیا کرتا ہے جس وقت اس کا بندہ ہاتھ اٹھاتا ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس لوٹا دے۔

(ترمذی، الوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول)

اَدل تو سند کے لحاظ سے اس روایت کی مندرجہ بالا قوی روایات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دُعا کرنے کی کوئی ترغیب ہی ہے بلکہ یہاں تو براہِ راست کی جانے والی دُعا کی قبولیت پر زور دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کو بہت زیادہ باریک بینی سے دیکھا کرتے تھے۔ دو ایک روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے کسی صحابی کے شہید ہونے پر ہاتھ اٹھا کر دُعا فرمائی۔ مگر صحابہ کرامؓ نے ہاتھ نہ اٹھائے، اسی طرح دو ایک

ضعیف روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے نفلی نماز میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کی لیکن یہ روایات غرائب میں شمار ہوتی ہیں اور ان کو قوی اور متواتر روایات کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت کرنے کے لئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

۳: عروذ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو نہ واپس کرتے ان کو جب تک کہ پھیر نہ لیتے ان کو اپنے چہرے پر۔

(ترمذی، جلد دوم، باب رفع الایدی عند الدعاء)

اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور حدیث بیان کرنے کے بعد انہوں نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

چند ایک روایات اور بھی اسی طرح کی پیش کی گئی ہیں جو اسی طرح مستند ضعیف ہیں اور موضوع سے بہت کر ہیں۔ اور بخاری و مسلم کی روایات کے مقابلے میں ان کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

اب جبکہ یہ عمل واضح طور پر بدعت ثابت ہوتا ہے اور اس کا کرنے والا بدعتی قرار پاتا ہے تو بدعت اور بدعتی کے بارے میں شروع میں مذکور احادیث کی روشنی میں اس عمل میں تھوڑے لینے والے کو اپنا مقام متعین کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غور فرمائیے یہی میں ایک حدیث اس طرح آتی ہے کہ

عَنْ اَبِي رَاهِبٍ رَوَى ابْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبٌ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلَيَّ هَذَا الْاِسْلَامَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْاِيْمَانِ مَرْسَلًا۔

ابراہیم بن مسرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صاحبِ بدعت کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے گرانے

(پیغمبری بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب کتابت سنت)

اس حدیث کو پڑھ کر عالمین بدعت کو رگڑ جاتا چاہا بیٹے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص بدعتی کی تعظیم کرے یعنی اس کو اپنا امام بنا لے اس کے پیچھے نماز پڑھے، اس کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر دُعا مانگے تو گویا اس شخص کی حیثیت نبی علیہ السلام کے نزدیک اسلام کو گرانے والے کی ہے۔

(فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ)

یہ تمام باتیں سامنے آجانے کے بعد بھی لوگ اپنے تئیں اس عمل کو مستحب اور حصول ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دُعا کرنے کا یہ طریقہ بہت فضیلت والا ہے اور جب بھی ان کی توجیہ اس طرف دلائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ”ہم کوئی غلط کام تو نہیں کر رہے ہیں اللہ سے دُعا کر رہے ہیں“ اور کوئی اس طرح بھی کہتا ہے کہ ”آپ کو پتہ نہیں جب سب بل کر دُعا مانگتے ہیں تو یہ گھڑی کس قدر باعثِ فضیلت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کس قدر برکت فرماتا ہے“

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بات ہم لوگوں کو کس طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ ہمارا اپنا یا نبی علیہ السلام کی قدر با برکت ہے۔ نبی علیہ السلام تو ہر عمل اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس عمل کی فضیلت سے بھی آگاہ فرمادیتا تھا جس کو توئی یا فعلی حدیث کی صورت میں ہمارے لئے شہادہ بنا دیا گیا۔ مگر آج آپ کی وفات کے چودہ سو سال بعد اس بدعت پر اصرار کرنے والے کی یاد دہانی کر رہے ہیں کہ (نعمتہ باللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھا کر انفرادی اور اجتماعی دُعا کی فضیلت کے بارے میں علم ہی نہ تھا درود بھی (نعمتہ باللہ) یہی عمل کرتے جو آج ہم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ :

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ

رَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

(سورۃ المائدہ۔ آیت نمبر ۳)

یعنی تم لوگوں کو زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ بتا دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر ہر عمل کی بابت متنبہ کر دیا ہے اور تمہیں زندگی کس طرح گزارنی ہے اس بارے میں شریعت آمدادی گئی ہے۔ اب کسی کو اس میں کسی بھی کمی و بیشی کا کوئی اختیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ

(المائدہ-۵-۶۷)

ترجمہ: اے نبی! تبلیغ کیجئے اس دین کی جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

(سورۃ المائدہ۔ آیت نمبر ۶۷)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری تھی کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمایا تھا اس کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو کھول کھول کر ہر عمل کے بارے میں بتادیں اور اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا اور کوئی عمل چھپا لیا گیا تو گویا حق رسالت ادا نہ ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سب کو گواہ بنا کر یہی بات کہی تھی کہ میں نے ہر چیز لوگوں تک پہنچا دی، یعنی کوئی بھی بات خواہ عقیدے کے بارے میں ہو یا عمل کے بارے میں وہ لوگوں تک پہنچا دی گئی ہے۔ اور آج جب ہمارے پاس قرآن کریم موجود ہے اور صحیح احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جن میں ہمارے لئے جاننے سے سونے تک، گھر سے نکلنے سے لے کر گھر میں داخل ہونے تک، نماز سے لے کر حج اور جہاد تک ہر ہر عمل کی بیان کیا گیا ہے

اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے نبی علیہ السلام ہر کام کی ابتدا بسم اللہ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے کرتے اور آخر میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ پڑھا کرتے تھے۔
آج لوگ (نوعوذ باللہ) اللہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مالک کا ننانس اس طرح ہاتھ اٹھا
مگر اور اجتماعی دُعا کرنے کا متبرک اور فضیلت سے پُر طریقہ آپ کو نہیں بتایا۔
اور اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان کہ "میں نے تمہارا دین (زندگی گزارنے
کا طریقہ) مکمل کر دیا ہے" سچا ہے تو پھر (نوعوذ باللہ) نبی علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے
ہیں کہ انہوں نے اللہ کا بتایا بڑا یہ طریقہ ہم تک نہیں پہنچایا اور اس کو چھپا لیا تو حیا
اس طرح (نوعوذ باللہ) نبی علیہ السلام نے خیانت کی اور صحیح رسالت ادا نہیں کیا۔
سالانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی کے دل میں اس طرح کی بات آنا تو دور کی
بات، ایک رانی کے دانے کے برابر آپ کے بارے میں بڑیا خیال ہو تو ایسے
شخص پر جنت حرام ہے کہ چونکہ ایمان والا وہ ہوتا ہے جس کا دل اللہ اور اُس کے
رسول کی محبت سے پُر ہو۔

اب صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ جنت صرف اور صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت کی اتباع میں ہے، اگر ہم اپنی طرف سے من مانے طریقے ایجاد
مگر کے ان پر عمل کرنا شروع کر دیں اور اُس کو باعثِ ثواب سمجھیں تو پھر ہمارا
انجام یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ہرگز نہ ہوگا۔

اوپر کی طویل بحث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فرض نماز کے
بعد مقتدیوں کا امام کے ساتھ بل کر اور انفرادی طور پر ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا،
فرض نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ سجدہ کرتے ہوئے دُعا مانگنا، سر پر ہاتھ رکھ کر
دُعا مانگنا، کسی بھی اجتماع کے موقع پر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دُعا کرنا، یہ سب باتیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہرگز ثابت نہیں۔ اس لئے دُعا ہے کہ

اللہ رب العزت ہمیں اور تمام پڑھنے والوں کو اس بدعت سے بچائے
اور دیگر بدعتیں جو ہم ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں وہ ہمارے سامنے کھل کر
آجائیں تاکہ ہم ان سے بھی توبہ کر لیں۔ آمین

قارئین کرام!

قرآن و حدیث سے ایک مسئلہ پر ہوجانے کے بعد پھر کسی اور کی
رائے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم وضاحت اور تشریح کے لئے
چند مسائل کے اکابرین کی آراء ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱: "جاننا چاہئے بے شک یہ دُعا مروج ہمارے زمانے میں جو فرض نمازوں
کے بعد کی جاتی ہے امام اور مقتدی بل کر دُعا کرتے ہیں ہاتھ اٹھاتے ہیں
آمین آمین کہتے ہیں اس طرح کی دُعا نبی کے زمانے میں نہ تھی۔ بل بعد
الفریض دُعا کا ثبوت ہے بالکثرت مگر بلا اجتماع اور بغیر ہاتھ اٹھانے"
(عقدہ اور شاہ کا شمیری عرف الشذی علی الترمذی)

۲: "یہ دُعا جو اکثر مساجد سلام پھیرنے کے بعد کرتے ہیں۔ آمین آمین کہتے
ہیں، چنانچہ عرب و عجم کے مکلوں میں رواج ہے یہ طریقہ نبی کی عادت
شریفہ سے نہیں، اور اس باب میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں
ہوئی ہے"

(جناب عبدالحی محمدت، منہ شرح السفر)

۳: "اور ابن حجر عسقلانی نے اس کی تشریح کی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر جمع کیا تو دُعا
کرنا بدعت ہے۔ میں احمد کہتا ہوں ابن حجر نے جو کہا ہے وہ بالکل حق
ہے جس میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ تشریف بدعت اس اجتماعی دُعا پر
صادق آتی ہے۔ (علامہ محمد بن الحوی المغنی ص ۲۳۲ شرح الاشباہ والنظائر)

۴: "یہ نبی کی تعلیمات اور شریعت اسلام کی احیاء کی مرجع مخالفت ہے کہ دعائوں اور وظیفوں کو نماز فرض کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ وظیفے اور دعائیں بھی گویا نماز کا جز ہیں جو امام یہ دعائیں اور وظائف سب مقتدیوں کو ساتھ لے کر نہ پڑھے اس نماز کو مکمل نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں"

(مفتی محمد شفیع - ص ۱۹، سنت و بدعت)

۵: "مکہ وہ ہے دعائے رمضان نیز آخرتہ قرآن کے موقع پر اور اس طرح اجتماعی دعائیں بھی صحابہ سے منقول نہیں"

(بلاذری علی بائیس ہندیہ، ص ۳۸)

۶: "نماز سے سلام پھرنے کے بعد دعا کرنا خواہ منہ قبلہ کی جانب ہو یا مقتدیوں کی طرف، نبی کے طریقہ میں ہرگز نہ تھا اور نہ اس کی نقل بتی سے اسناد صحیح یا حسن کے ساتھ آئی ہے اور نماز فجر یا عصر کے ساتھ اسکی تخفیف کرنا بھی نبی کا فعل نہیں۔ نہ خلفائے راشدین کا نہ اپنی امت کو اس کی رہنمائی کی ہے"

(حافظ ابن القیم۔ زاد المعاد - ص ۶۶، جلد ۱)

۷: "نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا ہل کر دُعا کرنا بدعت ہے"

(ابن تیمیہ الفتاویٰ الکبریٰ، ص ۱۸۳، جلد نمبر ۱)

۸: "کسی نے نبی سے یہ نقل نہیں کیا کہ نبی اور صحابہ نے فرض اور سنت نمازوں کے بعد اجتماعی دُعا کی ہو"

(ابن تیمیہ الفتاویٰ الکبریٰ، ص ۳۹، جلد نمبر ۲)

۹: "اجتماعی شکل میں دُعا مانگنے اور ذکر کرنے جس کے لئے اہل بدعت

جمع ہو کر مانگتے ہیں سلف صالحین سے منع وارد ہے"

(امام شاطبی۔ الاعتصام ۲۶۵، جلد ۱)

۱۰: "قرآنی نے اجتماعی دُعا فرضوں کے بعد بدعات مکروہہ سے امام مالک کے مذہب پر ذکر کیا ہے کہ مذہب امام مالک میں دُعا اجتماعی بدعت مکروہہ ہے"

(امام شاطبی۔ الاعتصام ۳۳۵، جلد ۱)

۱۱: "اور دعا اجتماعی بعد سنت کے ثابتین کے لئے کوئی دلیل نہیں، ان احادیث میں کہ ان میں نماز کے بعد دُعا کی ترغیب آئی ہو"

(فخر احمد عثمانی حنفی دیوبندی۔ اعلاء السنن ۱۳)

۱۲: "یہی وجہ ہے کہ نبی اور صحابہ و تابعین اور ائمہ دین میں کسی سے یہ صورت منقول نہیں کہ نمازوں کے بعد وہ دُعا کریں اور مقتدی آئین کہتے رہیں، خلاصہ یہ ہے کہ یہ طریقہ مردوجہ قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ دُعا کے بھی خلاف ہے"

(مفتی محمد شفیع دیوبندی حنفی۔ احکام اللہ دعا)

۱۳: "اہلسنت والجماعت کہتے ہیں ہر فعل اور قول جو کہ صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے کیونکہ اگر وہ فعل اور قول اچھا ہوتا تو صحابہ کرام نہ ضرور کرتے کیونکہ انہوں نے کوئی خیر اور نیکی کے کام نہیں چھوڑے ہیں"

(تفسیر ابن کثیر، ص ۱۵۶، جلد نمبر ۱)

۱۴: "اور پہلا مقدمہ یہ ہے کہ یہ اجتماعی طریقہ دُعا میں خلاف سنت نبوی"

(تقیب احمد باطنی، شانہ عشرہ)

۱۵: "اور اس طرح کہا جائے گا ہر اس آدمی کو جو عبادت بدنی خالص میں کوئی

ایسی صفت پیدا کرے جو زمانہ صحابہؓ میں نہ ہو (یعنی اس کو بدعت
دخترم کہا جائے گا)۔

(صافظ ابن دقیق العید، مجالس البرار - ۱۳۳)

۱۶: "ابن ماجہون کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے
تھے کہ جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی جس کو وہ بھلائی سمجھتا ہے
تو گویا اس نے بدگمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائی رسالت
میں نیابت کی ہے۔"

(الاعتصام - ۵۱، جلد ۱)

۱۷: "یقیناً اہل بدعت گمراہی والے ہیں اور ان کا ٹھکانہ میں دوزخ ہی میں خیال
کرتا ہوں۔"

(ابن تیسابہ ناہی - الاعتصام ۵۳، جلد ۱)

۱۸: "بھئی ابن کثیر نے کہا ہے کہ جب تمہاری بدعتی سے ملاقات ہو تو اس کا
راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے کو چل۔"

(الاعتصام - ۵۴، جلد ۱)

۱۹: "ابو یوسف نے سہرا یا کہ بدعت کرنے والے کے پیچھے نماز
پڑھنا درست نہیں۔"

(اکبر ملاحظی تہاری - ۵)

۲۰: "احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ان اہل بدعت میں کسی کے پیچھے نماز
نہ پڑھے۔ (آگے لکھتے ہیں) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بدعت والے
کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھتے تھے اور اسی طرح امام ابو یوسف
سے روایت ہے۔"

(عمدہ القاری شرح بحاری بدر الدین الحنفی ۲۳۲، جلد ۵)

۲۱: "بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔"
(رشید احمد گنگوہی دیوبندی - تہذیب و تہذیب - ۲۲۹)

بحوالہ

التحقیق الحسنی فی فنی دُعَاءِ الاجتہاد بعد الفرائض و السنن

حکیم مولوی عساکر الدین - ثوب - بلوچستان



قارئین کرام! گذشتہ طویل بحث سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ
ہاتھ اٹھا کر اہتمامی دُعا سوائے استفتاء کی نماز کے چونکہ کسی اور موقع پر اللہ کے
آخری رسولؐ کی سنت سے ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اور خاص طور پر نماز
کے بعد تو نبیؐ کا معمول اللہ کا ذکر اور اس کی تعریف بیان کرنا تھا۔ لہذا اگر ہم رسولؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ رکھتے ہیں تو ہمیں ہر عبادت نبیؐ کے طریقہ پر ہی
کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْغُوا أَعْمَالَ الْكُفَّهِ

ترجمہ: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور اپنے اعمال
برباد نہ کرو۔" (سورۃ محمد - آیت ۳۳)

یعنی اگر ہمارا کوئی عمل ایسا ہو جس میں ہم نے اللہ اور اس رسولؐ کے بتانے
ہوئے طریقے سے ہٹ کر کوئی طریقہ اختیار کیا تو پھر اللہ کے ارشاد کے مطابق ہمارا
وہ عمل برباد اور ضائع ہو جائے گا اور اس کا ہمیں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اللہ کے نزدیک

بڑا مجرم ہے وہ شخص جو اللہ کا حکم اور اس کے نبی کی سنت سامنے آجانے کے بعد اس سے منہ پھیرے اور کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرے جو کہ اس کا یا دوسرے لوگوں کا ایسا کردہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سزا بتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَ أَنْتُمْ تَسْمَعُونَ (سورة انفال - آیت ۲۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ پڑو جبکہ تم اس کا حکم سن رہے ہو۔ مقصد یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم سامنے آجانے کے بعد ایمان کے دعویداروں کو یہ زب نہیں دیتا کہ وہ اس سے منہ موڑ کر کسی اور طریقہ کو اپنائیں۔ اللہ نے اہل ایمان کا انداز تو یہ بتایا ہے کہ :

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورة نور ۵۱)

ترجمہ: یقیناً مومنین کی بات تو یہ ہوتی چاہیے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلا جاتے تاکہ وہ ان کے معاملات کا فیصلہ کر دیں تو یہ کہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ بلکہ یہ انداز تو اللہ نے منافقین کا بتایا ہے کہ "جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی طرف بلا جاتا ہے تو وہ کہتی کھراتے ہیں (۱۶ - النساء) لہذا قرآن و سنت کی روشنی میں ہمیں اپنے عقائد و اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنی زندگی کا محور بنانا چاہیے۔ ذیل میں مختصر چند اور مشہور بدعات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جنہیں آج ثواب سمجھ کر کیا جا رہا ہے لیکن وہ سنت رسول کے خلاف ہونے کی وجہ سے ثواب کے نہیں بلکہ گناہ کے کام ہیں۔

دانسے دار مالا پرہیز پر توجہ! ہم نے ہمیشہ اپنی انگلیوں پر توجہ کو شمار کیا اور صحابہؓ کو بھی یہی تعلیم دی کہ انگلیوں پر توجہ کو شمار کیا کر دیکر نہ کہ قیامت کے دن انگلیاں

گواہی دیں گی۔ (سنن ابی داؤد) نبی دلہنے ہاتھ کی انگلیوں پر توجہ کو شمار کیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد) نبی اور صحابہؓ سے کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں کہ آپ نے دانبدل مالا پرہیز توجہ کو شمار کیا ہو، لیکن آج یہ بدعت دینداری کا مظہر بنی ہوئی ہے۔ عبد اللہ بن سلوڑ نے تو ایک یہودی عورت کے ہاتھ میں کسی تم کی مالا دیکھی تو انہوں نے اسے توڑ دیا تھا۔

اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ و سلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موزین بلال، عبد اللہ بن ام مکتوم اور ابو مخزومہ رضی اللہ عنہم کو جو اذان تعلیم فرمائی اور جسے وہ زندگی بھر دیتے رہے وہ اللہ اکبر سے شروع ہوتی تھی اور لا الہ الا اللہ پر ختم ہوتی تھی۔ انہوں نے کسی اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھا حالانکہ صحابہؓ ہمیں سے کئی بار یہ دعوت کرنے والے تھے لیکن آج اذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی بدعت ایجاد کر لی گئی ہے اور وہ بھی نیا۔ الفاظ سے نبی کو کہا جاتا ہے جو کہ سراسر ترک ہے۔

عید میلاد النبی

اللہ کے نبی کے صحابہؓ کو دو عیدیں بتائیں لیکن آج تیسری عید "میلاد النبی" ایجاد کر لی گئی ہے جو کہ نہ نبی نے اپنی ساری زندگی میں منائی اور نہ صحابہؓ نے ہی منائی جو کہ نبی سے پہلی محبت کرنے والے تھے لیکن آج حشیش رسول کے نام سے یہ بدعت بھی زور شور سے شروع کر دی گئی ہے۔ گلیاں سجانی جاتی ہیں اور بولس نکالے جاتے ہیں اور پھر شہر کا نعتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں نبی کو اللہ سے بلا دیا جاتا ہے، گویا صحابہؓ تو اس محبت سے محروم ہی چلے گئے۔

وضو اور نماز روزہ وغیرہ میں بدعات

دوسری گون کا تاج کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے لیکن اسے بھی دھڑکا کر سمجھ کر کہا جاتا ہے جبکہ یہ صحابہؓ سے ہے۔ اس کے علاوہ نماز کی نیت روزہ کی نیت کے الفاظ آج کھڑے لگے ہیں جبکہ نبی اور صحابہؓ سے کسی بھی عبادت

کی نیت زبان سے کرنا ثابت نہیں، بلکہ نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے، جیسا دل میں ارادہ ہوگا اس کے مطابق ہمارے اعمال کا اللہ کے نزدیک معاملہ ہوگا۔ نبیؐ نے تو بتایا ہے کہ ہر عمل کا دار و مدار نیت پر ہے (صحیح بخاری) جبکہ آج صرف روزہ، نماز اور دو تین اور عبادتوں کی تو نیت زبان سے کی جاتی ہے اور باقی سینکڑوں کام بغیر زبان سے نیت کیئے انجام دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

مروّجہ قرآن خوانی

آج ایک بدعت یہ بھی زور و شور سے جاری ہے کہ اجتماعی طور پر لوگ بغیر کچھ سمجھے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے قرآن خوانی کا نام دیا جاتا ہے، حالانکہ نبیؐ نے ایسا کبھی نہیں کیا بلکہ قرآن وحدیث کا درس ہوتا تھا جس میں قرآنی آیات کی تشریح بیان کی جاتی تھی، بتایا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ یہ نہیں تھا کہ پڑھا اور بغیر کچھ سمجھے اُٹھ گئے۔ اور آج اکثر اس مروّجہ قرآن خوانی کا مقصد مُردوں کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے، جبکہ قرآن وحدیث میں ایصالِ ثواب کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ”انسان کو وہی ملے گا جو اس نے خود کیا ہوگا“ (سورہ النجم۔ آیت نمبر ۳۸-۳۹) اسی طرح مروّجہ فاتحہ خوانی کا بھی نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی ثبوت نہیں ملتا لہذا یہ بھی بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات و گمراہی سے بچائے اور سنت کا متبع بنائے۔ آمین

آخر میں یہ بھی واضح کرنا ہے کہ یہ کتابچہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے اور اُسی سے اجر کی امید رکھتے ہوئے لوگوں کے ایمان و عمل کی اصلاح کے لئے مرتب کیا گیا ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے کوئی اور اس مقصد کیلئے اس کو چھپوا کر تقسیم کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے۔